تعمیرِ شخصیت کی اہمیت وفضیلت: سیرتِ طیبہ کی روشنی میں

Importance and Virtue of Personality Building: In the Light of Sira-e-Taiba

ڈاکٹر شمائلہ رفیق*

عدنان ابن عبدالوہاب**

Abstract:

ALLAH Subhanahu wa Ta'ala gave man superiority over the angels on the basis of his educational abilities and the angels, by the command of Allah Almighty, prostrated before Adam (sws) and accepted this superiority in practice. At the same time, by giving the natural ability to conquer the universe, man was separated from other noble creatures and thus he was sent to the region as an honorable and dignified creature.

The guidance is from the Almighty.

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ.

عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا1

*According to the above verse, the whole of humanity has the honor of respect, because it is a miracle that is necessary for man and his faith. Therefore, the Qur'an does not say that we have bestowed blessings on the believers, but rather that it has bestowed blessings on the children of Adam, because it is a remembrance of the same neglect and elevation under which they have dominion over the dryness and wetness of the universe. He chooses the pure things and brings them under His control. Only with this miracle can man's responsibility be argued. Because the more man has superiority over other creatures, the more logically his responsibilities will increase. This process of learning and understanding takes mankind forward Yes, he can achieve a lot. He can earn a lot. This earning of life determines the scale of his humanity. And so he sometimes becomes "satisfied", then he is satisfied with it, then he becomes satisfied with you. In fact, the problem is man's effort, because if a person avoids evils with his intellect and consciousness and is attracted to goodness, then there is prosperity in his religion and world, as stated by Allah in Qur'an.2*كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ*"Everyone is mortgaged for his deeds."*

***Key words**: Personality building, adopting a peaceful attitude, taking care of ethics, rights of worship, deeds.*

* لیکچرار، عائشہ انسٹیٹوٹ آف ماڈرن سائنسز اینڈ گرلز ڈگری کالج

** پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف پشاور

تمہید

اللہ سبحان و تعالیٰ نے انسان کو تعلیمی صلاحیتوں کی بنیاد پر فرشتوں پر فوقیت عطا کی اور فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریزہ ہو کر اس برتری کو عملی طور پر تسلیم کر لیا۔ ساتھ میں تسخیر کائنات کی قدرتی صلاحیت دے کر انسان کو دیگر اشر فالمخلوقات سے جدا کر دیا اور یوں اسے ایک باعزت اور باکرامت مخلوق کے طور پر خطے زمین پر بھیجا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا[3]

"اور ہم نے اولاد آدم کو عزت و تکریم سے نوازا اور ہم نے انہیں خشکی اور سمندر میں سواری عطا کی اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں بڑی فضیلت دی۔"

درج بالا آیت کے مطابق پوری کی پوری انسانیت، تکریم عزت کی حامل ہے۔ کیونکہ یہ ایسی کرامت ہے جو انسان اور اسکے ایمان کے لیے لازمی ہے۔ پھر چاہے تو وہ اچھا ہو یا برا، مومن ہو یا کافر سب میں برابری پائی جاتی ہے۔ اس لیے قرآن نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے مومنوں کو کرامت عطا کی ہے بلکہ فرمایا کہ حضرت آدم کی اولاد کو کرامت بخشی ہے کیونکہ یہ اسی غفلت و بلندی کا ذکر ہے جس کے تحت وہ اس کائنات کی خشکی اور تری پر پر تسلط حاصل کرتا ہے اور پاکیزہ چیزوں کا چناؤ کر کے اپنے تصرف میں لاتا ہے۔ اس کرامت ہی سے انسان کی ذمہ داری پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جتنا انسان کو دیگر مخلوقات پر برتری حاصل ہو گی منطقی طور پر اسی تناسب سے اس کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہو گا۔ سیکھنے اور سمجھنے کا یہ عمل بنی آدم کو آگے کی سمت لے جاتا ہے انسان اس کائنات میں بہت کچھ سیکھ سکتا ہے، بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ بہت کچھ کما سکتا ہے۔ یہی زندگی کی کمائی اس کی انسانیت کا پیمانہ معین کرتی ہے۔ اور یوں وہ کبھی " رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً[4]" "**تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی**" کا مصداق بن جاتا ہے، تو کبھی حیوانات کی حدیں کراس کر جانے کے باعث "**كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ**[5]" "یہ تو چوپایوں کی طرح ہے" بن جاتا ہے۔ دراصل مسئلہ انسان کی کوشش کا ہے کیونکہ اگر انسان اپنے عقل و شعور سے برائیوں سے اجتناب کر کے نیکی کی طرف راغب ہو جائے اسی میں اس کی دین و دنیا کی فلاح و کامرانی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ[6]

"ہر شخص اپنے اعمال کا گروی ہے"

تعارف موضوع:

تعمیر شخصیت انسان کے کردار اور اخلاق سے منسلک ہے۔ اچھا کردار ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو انسان کو حسین وخوب سیرت بناتا ہے اور برا کردار ہی انسان کو بد کردار اور یزید بناتا ہے۔ یہاں پر ان اصولوں کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے جن سے بلند اور باوقار کرداری کے راستے ہموار ہوتے ہیں۔ انسان ان اصولوں کی روشنی میں اپنی شخصیت کی تعمیر کرکے کمال کی راہوں پر گامزن ہو سکتا ہے۔ موجودہ معاشرے میں تعمیر شخصیت کی اہمیت وفضیلت بہت زیادہ ہے کیونکہ ہر ادارہ چاہے وہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری ان میں بہترین تعمیر شخصیت اول الذکر ہے کیونکہ تعمیر شخصیت ہی انسان کی اصل پہچان ہے اور یہ سونے پے سہاگہ اس وقت کہلائے گی کہ جب ہر انسان اپنی زندگی کو اسلامی تصورات کے عین مطابق بسر کرنے کی کوشش کرے اسلامی تعلیمات وتصورات سے دوری اختیار نہ کرے اسی میں حیات ازلی وابدی کی فلاح وکامرانی ہے۔

تعمیر شخصیت قرآن کریم کی روشنی میں:

اگر معاشرہ میں اتفاق ویگانگت، محبت ومودت کی فضاء قائم تو ایسے میں معاشرہ کے اثرانداز ہونے والے اثرات بھی مثبت ہو نگے۔ دراصل اسلامی تقاضا یہ ہے کہ انسان کی شخصیت اعلیٰ اخلاق کی حامل ہو تاکہ دوسرے لوگ اس سے قلبی وذہنی سکون پا سکیں۔

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ[7]

"نبی پاک ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میزان میں کوئی چیز بھی اخلاق سے زیادہ وزنی نہیں ہوگی"

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ□

"جیسا کہ ہم نے تم میں رسول تم ہی کا پڑھتا ہے تمہارے آگے آیتیں ہماری اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھاتا ہے تم کو کتاب اور اس کے اسرار اور سکھاتا ہے تم کو جو تم نہ جانتے تھے"۔

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ□

"نیکی کچھ یہی نہیں کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور

پیغمبروں پر اور دے مال اس کی محبت پر، رشتہ داروں کو اور یتیموں اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اور قائم رکھے نماز اور دیا کرے زکوٰۃ اور پورا کرنے والے اقرار کو جب عہد کریں اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت یہی لوگ ہیں سچے اور یہی ہیں پرہیزگار"

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ□□

"اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس وقت پر کہ ان کے لیے جنت ہے"

قَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ□□

"تمہارے لیے بھلی (مفید) تھی سیکھنی رسول اللہ کی چال"

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا□□

"جس نے بنایا مرنا اور جینا تاکہ تم کو جانچے کون تم میں اچھا کرتا ہے کام"

تعمیر شخصیت سیرت طیبہ کی روشنی میں:

تعلیمات قرآنی اور سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں ایسے اصول متعین کئے ہیں جو ایک بہترین کردار سازی کے لیے انتہائی لازم وملزوم ہیں جن پر عمل کرنے سے ایک انسان معاشرہ کا بہترین فرد کہلا سکتا ہے اسلامی ایک اصلاحی اور فلاحی دین فطرت ہے اس لیے اسلامی تعلیمات ہر اس چیز کی نفی کرتا ہے جو کسی بھی معاشرہ اور اسلامی شخصیت کے لیے فساد اور بگاڑ پیدا کرے۔ بہترین اور اعلیٰ اخلاق رکھنے والی شخصیت کا انسانی معاشرہ پر ایک مؤثر کردار ہے اس کے لیے انسان کی اچھی صورت نہیں بلکہ سیرت ہی کافی ہے ایک شخص کے لیے اس کے ظاہری حسن وجمال، امارت، رنگ وروپ اور شکل وصورت کوئی معنی نہیں رکھتی یہ سب چیزیں ایک اچھے اور عمدہ تعمیر شخصیت رکھنے والے کے سامنے بے معنی اور بے مہمل در حقیقت روح کی پاکیزگی شخصیت کے لیے اصل شے ہے اسی لیے تعمیر شخصیت کے لیے روح کی غذا ایمان اور اعمال صالحہ ہے کیونکہ ایمان ہی وہ واحد عمل ہے جس سے ایک دانا انسان اپنی روز مرہ زندگی کا محاسبہ کرنا ہے اور ساتھ اعمال صالحہ جیسی خصوصیات کو بھی تعمیر شخصیت میں ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے اس لیے ایک اچھی سیرت وکردار سازی کے لیے ایمان اور اعمال صالحہ کا یکجا ہونا بے حد ضروری ہے۔ دین اسلام میں تمام انسانوں کو اشرف المخلوقات کا شرف حاصل ہے اسی لیے اس جہاں فانی میں دینی تعلیمات سے واضح ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لوگوں سے محبت کرنا سکھائی ہے نہ کہ نفرت، اسی لیے اس محبت و ہمدردی کے جذبہ کو قائم رکھنے کے لیے تعمیر شخصیت کا ہونا ضروری ہے۔

اسلام میں تعمیر شخصیت کے لیے ایسی جملہ تعلیمات بتائی ہیں اور ساتھ ہی ایسے اقدامات بھی بتائے ہیں کہ جن کی بدولت ایک اچھا انسان معاشرہ کا حصہ بن سکتا ہے جو کہ نہ صرف اپنے لیے بلکہ دوسروں کے لیے بھی مشعلِ راہ کا مصداق بن سکتا ہے اور یہی تعمیر شخصیت کا اسلامی تصور ہے۔ یہ مقالہ اسی تناظر میں لکھا گیا ہے۔

تعمیر شخصیت کا اسلامی تصور:

تعلیمات اسلامی یعنی درج بالا قرآن وسنت کی روشنی میں تعمیر شخصیت کے متعلق جو بھی حکم خداوندی اور رسول ﷺ کے ارشاد گرامی ہے ان پر عمل پیرا ہونے میں ہی انسان کی دین ودنیا میں کامیابی ہے۔ اسی مقصد کے تحت تعمیر شخصیت کے لیے اسلامی احکامات کے متعلق کچھ اصول بنائے گئے ہیں جو کہ اس مقالہ میں زیرِ بحث ہیں جس پر بات کئے بغیر یہ مقالہ تشنہ رہ جائے گا ذیل میں ان اصولوں پر تفصیلی بحث کی جارہی ہے۔

تعمیر شخصیت:

شخصیت ایک انسان کے مزاج، اخلاق، عقل ودانش اور معاشرتی رویوں کی عکاسی کرتی ہے اگر اس میں یہ تمام صفات اسلامی طرز کی ہونگی تو ایسے میں معاشرے پر اچھے اثرات رونما ہونگے جبکہ حقیقت ان پہلوؤں کے خلاف ہو تو اس سے معاشرہ بگاڑ کی جانب گامزن ہوگا جبکہ اسلامی تقاضا یہ ہے کہ اس دنیا میں رہنے والا ہر انسان اخلاق حسنہ کا حامل ہو نہ کہ اخلاق سیئہ یعنی برے اخلاق کا، تاکہ اخلاق حسنہ کی صورت میں وہ ایک بہترین تعمیر شخصیت کا حامل ہونے کی وجہ سے دوسرے لوگوں سے راحت اور آرام پاسکیں۔ کیونکہ شخصیت کا عمومادار ومدار کسی بھی انسان کے ظاہر سے نہیں بلکہ اس کے باطن کی خوبصورتی سے ہوتا ہے جو کہ اس کی اصل فطری اور طرز زندگی اور سوچ پر مبنی ہوتا ہے۔[13]

امن پسندانہ رویہ اختیار کرنا:

اسلامی تعلیمات کا بنیادی اصول امن پسند ہے اسلامی احکامات متشدد نہیں بلکہ اصلاحی اور فلاحی ہے۔ امن کا قائم رکھنا ہی معاشرہ کی کامیابی ہے کہ جس میں نہ صرف مسلمان بلکہ مذہبی رواداری کے ساتھ منصفانہ، عدل وانصاف اور امن آشتی کو پروقار رکھنے کا درس ملتا ہے۔ تعمیر شخصیت کے حوالے سے ضروری ہے کہ ہر انسان امن کی فضا برقرار رکھنے کے لیے انفرادی طور پر اپنا کردار ادا کریں۔ کیونکہ آج کل کے جدید دور میں بھی معاشی، سائنسی، سماجی اور علمی شعبہ جات میں امن کا نہ ہونا پروان چڑھ رہا ہے۔ یعنی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس دور میں بھی دنیا بدامنی اور انتشار کے مسائل سے دوچار ہیں جس طرح ساڑھے چودہ سو سال پہلے اسی کا شکار تھی۔

تحقیق سے ثابت ہے کہ زمانہ جاہلیت کی طرح آج بھی دنگا فساد عام ہے قتل وغارت گری عام ہے کوئی پرسان حال نہیں ہے، ظلم وستم عام ہے لوگوں کی عزتیں محفوظ نہیں رہی غیر مسلم معاشروں کی طرح اب مسلم معاشرہ بھی اونچ نیچ کی بغاوت کی زد میں آچکا ہے۔ اور یہ سب مغربی ممالک کی اندھی تقلید اور فروغ کی وجہ سے ہی ممکن ہوا کیونکہ اگر ہم مسلمان اسلامی

تعلیمات کی پیروی کریں تو ان تمام برے کاموں سے چھٹکارہ حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ اسلام دین ہی امن و سلامتی کا ہے جس کے ہر امر اور نہی کے پیچھے کوئی نہ کوئی راز اور مصلحت چھپی ہے اسی تناظر میں آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

"مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"

حدیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہے کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں یعنی کسی بھی انسان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اپنی زبان کے ذریعے یا ہاتھ کے ذریعے سے کسی دوسرے انسان کو ناحق نقصان پہنچائے اگر وہ ایسا کرے گا تو وہ کامل مومن ہی نہیں ہو گا۔

اسلام کی ایک حسن خوبی و خاصیت یہ ہے کہ اس میں نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم کے حقوق، عزت و آبرو اور ان کی جان و مال و دولت کی نگرانی کا درس بھی ملتا ہے جیسا کہ ارشاد گرامی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

"جس نے کسی غیر مسلم پر امن شہری کو ناحق قتل کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت حرام کر دی"۔

درج بالا حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہے کہ امن پسند غیر مسلم کو بھی نقصان نہیں پہنچانا چاہیے، نقصان پہنچانا اس کے لیے جنت سے محرومی کی وعید ہے۔اس قول رسول ﷺ سے واضح ہوا کہ اسلام کس قدر امن کا متلاشی ہے اس میں امن صرف اخلاقی لحاظ سے نہیں بلکہ اس کی ناحق خلاف ورزی کرنے پر قانونی سزائیں بھی مقرر ہیں جیسا کہ "قصاص"[16] و "دیت"[17] وغیرہ۔ تعمیر شخصیت کے لیے سب سے ضروری ہے کہ انسان امن کا داعی ہو اور صبر و تحمل کے احکامات پر عمل پیرا ہو۔

اخلاقیات:

تعمیر شخصیت کا تیسرا بڑا اور اہم پہلو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اخلاقیات ہے۔

اخلاق دو قسم کے ہوتے ہیں اوّل اخلاق حسنہ جبکہ دوسرے اخلاق سیئہ دونوں اخلاق اپنی اپنی جگہ پر اثر رکھتے ہیں اگر کوئی اچھے اخلاق کا مالک ہے تو یہ معاشرے کے لیے مثبت فعل ہے جب کہ کوئی برے اخلاق کا مالک ہے تو اس سے معاشرہ میں فساد اور بدامنی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو گا جبکہ اچھے اخلاق سے انسان بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے۔انسان کی شخصیت میں اخلاق حسنہ کا بڑا کردار ہے صرف ظاہری شکل و صورت، رنگ و روپ، مال و دولت اور حسب نسب کی وجہ سے کوئی شخص انسان

نہیں کہلا سکتا جب تک اس کی روح میں نفاست اور اعلیٰ اخلاق کا عنصر موجود نہ ہو گا۔ حسن اخلاق کے متعلق امام غزالی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔

اگر نفس میں موجود کیفیت ایسی ہو کہ اس کے باعث عقلی اور شرعی طور پر پسندیدہ اچھے افعال ادا ہوں تو اسے حسن اخلاق کہتے ہیں اور اگر عقلی اور شرعی طور پر ناپسندیدہ برے افعال ادا ہوں تو اسے بداخلاقی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[18]

کیونکہ اخلاق دراصل ایک نظریہ میں قانون ہوتے ہیں جن پر عمل کرنا اخلاق اور نہ عمل کرنا بداخلاقی ہے یہی اخلاق حسنہ ہے جس کو سمجھنا اور عمل کرنا ہر انسان کا فرض عین ہے۔

انسانی حقوق کا خیال رکھنا:

اس دنیا میں کوئی بھی فرد مجرد زندگی نہیں گزار سکتا کیونکہ اسی طرح ایک فرد سے خاندان اور پھر معاشرہ وجود میں آتا ہے اسی لیے وہ تن تنہا زندگی نہیں گزار سکتا بلکہ اپنے والدین، بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کی سر کردگی میں زندگی گزارتا ہے۔ تعمیر شخصیت کی بہتری کے لیے اور معاشرہ میں پر امن رہنے کے لیے دوسرے لوگوں کے حقوق وفرائض کا بھرپور خیال رکھنا ضروری ہے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہر انسان کے اپنے اپنے حقوق ہیں جو کہ درجہ بہ درجہ بیان کئے گئے ہیں لہذا ان سب کا خیال رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اگر معاشرہ میں ایسے پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا خیال رکھا جائے تو معاشرہ کو پر امن بنانے اور ان خرابیوں کو دور کرنے میں کچھ ہی وقت لگے گا۔ حقوق انسانی کا تعلق سماجیات یعنی حقوق العباد سے ہے ہر انسان جو کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت اور معاشرے کی اصلاح کے لیے تیاری کرے گا اور اپنے ساتھ ساتھ معاشرے کے لوگوں کا تزکیہ کرنے والے شرعی احکامات پر غور کرے گا تو یہ عمل تعمیر شخصیت کی جانب ایک مثبت قدم ہو گا۔[19]

اعمال صالح وایمان:

تعمیر شخصیت کی فلاح وکامرانی کے لیے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے یہ دونوں ایک ہی کامیابی پر موقوف ہیں۔ ان میں ایک "ایمان"[20] جبکہ دوسرا "عمل صالح"[21] ہے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی شخص تعمیر شخصیت کی فلاح وکامرانی چاہتا ہے اس دنیا اور آخرت کی دنیا دونوں میں تو اسے ایمان اور اعمال صالح کو ساتھ لے کر چلنا چاہیئے۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ□□

"آپ ان لوگوں کو خوش خبری سنا دیجیے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے کہ یقیناً ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں"

آیت مبارکہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ ایمان کے ساتھ اعمال صالح کا ہونا ضروری ہے ان دونوں کی موجودگی ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہے۔ اگر کسی انسان میں ایمان ہو گا اور عمل صالح نہیں تو پھر وہ صحیح معنوں میں مومن نہیں جبکہ ایک شخص میں ایمان اور عمل صالح ہو گا تو وہ اپنی تعمیر شخصیت کے لیے اور اپنا محاسبہ کر سکے گا۔ کیونکہ اسے روز جزااور سزااحتساب سے خوف وخطر ہو گا لہذاایمان ہی وہ پہلی چیز ہے جو کہ تعمیر شخصیت کے لیے جڑ کی حیثیت رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ ایسا شخص راحت وسکون دینے کی کوشش میں نہ صرف کوشاں رہتا ہے بلکہ تعمیر شخصیت کے لیے اس کی سوچ اور فکر نیکی کے کاموں میں سر گردان رہتی ہے اس سے انسان میں روحانیت پیداہو جاتی ہے اور وہ اپنا تعلق رب سے ہر وقت جوڑنے کی کوشش میں لگارہتاہے۔[23]

اعتدال اور رواداری:

تعمیر شخصیت کے پہلوؤں میں ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں اعتدال اور رواداری کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے قرآن کریم میں بھی مسلمان امت کو درمیانی امت کہاہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ□□

"اور اسی طرح ہم نے تمھیں بر گزیدہ امت بنایاتا کہ تم اور لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو، اور ہم نے وہ قبلہ نہیں بنایا تھا جس پر آپ پہلے تھے مگر اس لیے کہ ہم معلوم (الگ) کریں اس کو جو رسول کی پیروی کرتا ہے اس سے جو الٹے پاؤں پھر جاتا ہے، اور بے شک یہ بات بھاری ہے سوائے ان کے جنھیں اللہ نے ہدایت دی، اور اللہ تمھارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا، بے شک اللہ لوگوں پر بڑامہربان نہایت رحم والا ہے"

اسلام نے صرف مسلمانوں کے حقوق پر زور نہیں دیا بلکہ اس میں غیر مسلموں کے حقوق کا خیال بھی رکھا گیاہے۔ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے کہ جس میں اسلام کسی خاص طبقے، تہذیب، رنگ ونسل، علاقے کے لوگوں کو دعوت نہیں دیتا بلکہ وہ تمام انسانوں سے خطاب کرتا ہے وہ سب کے لیے دین رحمت ہے۔ اسی دنیا میں اللہ کی تمام نعمتیں مسلمان وکافر کے لیے یکساں ہے کھاناپیناسب کو میسر ہے ایسا ہر گز نہیں ہے کہ مسلمان کو رزق دیا جائے اور کافر کو نہیں، ہر بندہ اللہ کی نعمتوں سے استفادہ کر رہاہے یہی اس دین کی خصوصیت اور خوبی ہے انہی اوصاف کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام امت مسلمہ کا بلکہ ہم سب کا فرض ہے

کہ اپنی مذہبی خوبصورتی کو مد نظر رکھتے ہوئے تعمیر شخصیت کو ہر ممکن طریقے سے یقینی بنائیں تاکہ غیر مسلم بھی دین اسلام کی خوبصورتی سے آگاہی حاصل کر کے باطل کو چھوڑ کر حق کا راستہ اختیار کرنے کی کوشش کریں یہی اصل میں تعمیر شخصیت کی حقیقی روح ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ [25]

"دین (اسلام) میں زبردستی نہیں ہے ہدایت (صاف طور پر ظاہر اور) گمراہی سے الگ ہو چکی ہے تو جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور خدا پر ایمان لائے اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں اور اللہ (سب کچھ) سنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے"

درج بالا آیات سے یہ واضح ہے کہ رواداری کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلام میں ہر مذہب کے باشندے کو مذہبی آزادی حاصل ہے اسلام میں زور زبردستی کا کوئی عمل دخل نہیں ہے بلکہ ہدایت کا تعلق دل اور ضمیر سے ہے اگر کسی غیر مسلم کو دعوت حق دینی ہے تو اخلاقیات کے معیار کو بلند کرتے ہوئے دینا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ پر مسلمانوں کے لیے ارشاد فرمایا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ [26]

"تم بہترین امت ہو لوگوں کے لیے لائے گئے ہو"

آیت مبارکہ میں واضح طور پر تعمیر شخصیت کی جانب اشارہ کیا گیا ہے خیر الامت سے مراد مسلمان دنیا میں اس لیے ہیں کہ وہ دیگر اقوام عالم کے لیے بھلائی اور نیکیاں عام کریں اور برائیوں سے خود کو بھی روکیں اور دوسروں کو بھی اس سے باز رہنے کی تلقین کریں۔[27]

خلاصۃ البحث:

تعمیر شخصیت اور عصر حاضر کے تقاضے۔

- تعمیر شخصیت کے پہلوؤں میں سب سے اول بات یہ ہے اس میں انسان سب سے پہلے شخصیت کی بہتری کے حوالے سے اخلاقی پہلوؤں کو درست کرے اور اخلاقیات کو مثبت بنانے کے لیے سب سے پہلے نیکی سے وابستہ امور پر توجہ مرکوز کریں۔ اپنے اندر تعمیری طرز فکر اور تطہیر فکر جیسی خصوصیات پیدا کرے۔ حقیقت پسند، شکر گزاری، نرم دلی، وسعت نظر، توکل، دیانت داری، حریت فکر، میانہ روی، اعتدال پسندی امن اور علم سے وابستگی پیدا کریں یہ سب تب

ہی ممکن ہو گا جب ہر انسان ان امور پر غور کر کے اپنے اندر خود اعتمادی کا جذبہ پیدا کرے پہلے خود عمل کرے پھر دوسروں کو تلقین کرے۔

- تعمیر شخصیت کی بہتری کے لیے ایک اور پہلو یہ ہے کہ اگر اس میں منفی جات کا خاتمہ بالخیر نہ کیا جائے تو انسان اخلاقی بلندی پر نہیں بلکہ اخلاقی پستی کا شکار ہو گا یعنی تکبر، حسد، تعصب، ریاکاری، دنیا پرستی، فرقہ وریت، منافقت، فکری، بد گمانی، غیبت، کرپشن، ظاہر پرستی، اذیت لسانی، انتہا پسندی، فواحش اور حسد جیسی صفات پیدا ہو جائیں گی۔
- روحانی پہلو کی تعمیر شخصیت اور تزکیہ نفس کے لیے اللہ کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرے اسلامی عبادات کا اصل مقصد اور اس کی حقیقی روح کو پہنچانے آخرت کے دن کے احتساب سے ڈرے اور نیک اور بد اعمال میں امتیاز کرے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کرے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ□□

"کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا"

- تعمیر شخصیت کے لیے ضروری ہے کہ اصلاحی اور سماجی پہلو کو خاص طور پر مد نظر رکھتے ہوئے حقوق العباد سے تعلقات احسن طریقے سے استوار کریں۔ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی سیاسی، معاشی زندگی کا تزکیہ کرے اپنے آپ کو ایک بہترین انسان ایک اچھا شہری بنانے کی حتی المقدور کوشش کرے۔ خود کو ہر لحاظ سے دعوت دین حق اور معاشرہ کے اصلاحی پہلو کے لیے ہر وقت تیار کرے اور اپنے ساتھ دیگر عزیز واقارب کو تعمیر شخصیت کے اسلامی تصور سے آگاہ کرے تاکہ ہر انسان کے لیے تبلیغی راہیں کھلی رہیں اور اس پر دفاعی طور سے ہمہ وقت تیار رہیں۔

علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان۔[29]

تجاویز وسفارشات:

- ❖ تعمیر شخصیت کے لیے انفرادی طور پر تزکیہ نفس ضروری ہے۔
- ❖ انسانی زندگی کو تعلیمات اسلامی کے سانچے کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جائے۔
- ❖ امر بالمعروف ونہی المنکر کے تحت زندگی گزارنی چاہیے۔
- ❖ اپنے اندر فرقہ واریت اور تعصب کا خاتمہ کرنا چاہیے۔
- ❖ ریاکاری اور منافقت سے گریز کرنا چاہیے۔

❖ غیبت، بدگمانی اور تجسس سے حتی المقدور دور رہنا چاہیے۔

❖ الغرض حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پاسداری قرآن و سنت کے بتائے ہوئے اصولوں اور طریقوں کے مطابق کرنی چاہیے۔

علامہ محمد اقبال نے فرمایا :

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا۔[30]

حوالہ جات

1 سورۃ الاسرا:70

2 سورۃ المدثر:38۔

3 سورۃ الاسرا:70

4 سورۃ الفجر:28۔

5 سورۃ الفرقان:44۔

6 سورۃ المدثر:38۔

7 أبوداود سلیمان بن الأشعث السجستاني، سنن أبي داود، الناشر: دار الكتاب العربي-بیروت، ج4، ص400، رقم الحدیث،4801۔

8 سورۃ البقرہ:151۔

9 سورۃ البقرہ:177۔

10 سورۃ التوبہ:111۔

11 سورۃ الاحزاب:21۔

12 سورۃ الملک:2۔

13 فاروق طاہر، تعمیر شخصیت کے لازمی عناصر، حیدر آباد،4/4/2018۔

14 محمد بن إسماعیل بن إبراھیم بن المغیرۃ البخاري، أبو عبد اللہ، الجامع الصحیح، الناشر: دار الشعب القاھرۃ،1987ء، ج9، ص9، رقم الحدیث10۔

15 أبوداود سلیمان بن الأشعث السجستاني، سنن أبي داود، الناشر: دار الكتاب العربي-بیروت، ج4، ص38، رقم الحدیث2762۔

16 قصاص: انتقام، بدلہ۔ اصطلاحی معنی میں خون کے بدلے خون ہے جسے قصاص کہتے ہیں وسیع معنی اگر ایک فرد نے کسی دوسرے فرد کو کوئی جانی نقصان پہنچایا تو اس کے لیے ویسے ہی بدلہ کو "قصاص" کہا گیا ہے سورہ البقرہ میں كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ، کے الفاظ اس بات کو واضح کرتے ہیں مسلمانوں کے لیے قصاص کا حکم ہے۔ (القرآن: البقرہ:178تا179) قصاص اسلامی معاشرہ کی زندگی منور ہے۔ سید محمود قاسم، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، الفیصل ناشران، ج2، ص1333۔

17 دیت: خون بہا، مال کی وہ معین مقدار جو کسی کو قتل کرنے یا ظالمانہ طور پر جسمانی ضرب پہنچانے کی صورت میں واجب الادا ہو جائے۔ سید محمود قاسم، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص962۔

18 حجتہ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی شافعی علیہ، احیاء العلوم، العلمیۃ المدینۃ (دعوت اسلامی) شعبہ تراجم کتب، ج3، ص165،

19 مولانا محمد الیاس ولد مولانا محمد زکریا صاحب (میمن)، حقوق العباد اوران کی اہمیت، مکتبہ الیاس، ص22۔

20 ایمان: ایمان کے لغوی معنی تفسیر قرطبی میں امن دینا کے ہے۔ امام ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر قرطبی، تفسیر قرطبی، ضیاالقرآن پبلی کیشیز کراچی، اکتوبر2001، ج1، ص147۔

21 عمل صالح: لغوی معنی فیروز الغات میں اس طرح سے بیان ہوئے "نیک کام" فیروز الغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، 2007ء۔ ص 527۔

22 سورۃ البقرہ:25۔

23 فرحت علی بیگ، اعمال صالح، جمعہ 21اگست 2020۔

24 سورۃ البقرہ:143۔

25 سورۃ البقرہ:256۔

26 آل عمرآن:110۔

27 سید صباح الدین عبدالرحمٰن، اسلام میں مذہبی رواداری، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ (یو-پی)2009ء ص62تا63۔

28 آل عمران:32۔

29http://concordance.allamaiqbal.com/stanza.php?phrase=8411&stanzano=310059&sentence=&DB&81&D8%B1%D9%84%D8%AD.

https://www.urduweb.org/mehfil/portal/.

30https://www.rekhta.org/couplets/hazaaron-saal-nargis-apnii-be-nuurii-pe-rotii-hai-allama-iqbal؟$ژ-couplets?lang=ur